

جناب ریحان اختر

جنگ کا داعی امن کا مبلغ کیسے ہو سکتا ہے؟

جنگ ہر وقت ہو سکتی ہے ہر بات پر ہو سکتی ہے جنگ کے دوران ہر ناجائز کام کو جواز کا پروانہ جاتا ہے۔ جنگ کے بعد فاتح قوم، مفتوح قوم کے ساتھ جو سلوک چاہے روا رکھ سکتی ہے۔ اس نے صرف ایک پیمانہ بتالیا ہے کہ حالات کا جو تقاضا ہے اس کو کر گزرو۔ حالانکہ یہ تمام تر حالات اسی کے ذہن و دل کی اختراع، اسی کے پیدا کردہ ہوتے ہیں، گویا اس کے فیصلہ میں ذاتی مفاد اور منصب، اقتدار اور ملک ہی کا فرما ہوتے ہیں آخری فیصلہ کن حیثیت صرف اسی ایک چیز کے حاصل ہوتی ہے اور وہ چیز ہے طاقت و قوت، اگر تم طاقتور ہو تو سب کچھ کر سکتے ہو، پوری دنیا کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ سکتے ہو، بے قصور انسانوں کے گلے میں غلامی کا طوق ڈال کر اپنی غلامی پر مجبور کر سکتے ہو۔ اور اپنے خوفناک جدید اسلحوں کے ذریعہ سبز و شاداب ملکوں کو کھنڈر بنا سکتے ہو۔ اور دنیا پر خونی جنگوں کو مسلط کر کے اپنے اسلحہ کا بیوپار کر سکتے ہو۔ لیکن یورپ طاقت کے نشہ میں اپنے مغروریت کا یہ خواب پورا نہیں کر سکے گا۔ جب کہ یورپ اپنے اسی خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے سرگرداں ہے اور دنیا کے ہر جنگی وسائل کو استعمال کر کے تھکا دینے والے راستے پر چل پڑا ہے۔

اسلامی جنگوں کے علاوہ جتنی بھی جنگیں ہوئیں ان تمام جنگوں نے دنیا میں سبز و شادابی نہیں لائی بلکہ اس کو پھیل میدان بنادیا۔ معصوم انسانوں کو عیش و آرام، سکون و اطمینان نہیں ملا بلکہ ان کی پرسکون زندگی اضطراب و بے چینی کا شکار ہو گئی۔ اور یہ لوگ خوف و ہراس کے جہنمی مریض ہو گئے۔ فتنہ فساد، بے چینی و بے قراری، بد امنی و فساد، ظلم و جبر کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ اس کے حصے میں کچھ نہیں آیا۔ پچھلی عالمگیر جنگوں نے اور عراق و افغانستان و پاکستان کی جنگوں نے اور جس ملک پر بھی جنگی ہادلوں نے برسات کر دی ان کا کیا حال ہے اور جس ملک و قوم پر یہ جنگی ہادل سایہ بن کر ٹہل رہے ہیں ان کا کیا حال ہوگا، یہ خدا جانے، پچھلی جنگوں نے کیا دیا، صرف یہ ہے کہ اس جنگ کا ہر فریق بذات خود اپنے اپنے مقام پر تہذیب و تمدن کا داعی اخلاق و کردار کا معیار، انسانیت و شرافت کا معلم، عدل و انصاف، رواداری کا علمبردار اور اخوت و مساوات کا پیکر عظیم سمجھتا تھا لیکن دنیا نے تہذیب انسانی کے استادوں کو کس رنگ میں دیکھا؟ کس حال میں پایا؟

امن کا علمبردار کہنے والا اور پوری دنیا سے زہریلے قسم کے اسلحہ کا بیوپار کرنے والے ”امریکی تاریخ پر ایک سرسری اور طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے چلیں جس سے ہمیں آج کے انسانیت کے علم بردار امریکہ کی تاریخ کو سمجھنے کا پورا پورا موقع مل

سکتا ہے۔ انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں تاریخ کو ایسے دلدوز و ہیبت ناک مناظر دیکھنے کو ملے جس کی تاریخ کو رقم کرنے میں امریکہ کا اہم کردار رہا ہے۔ ۱۹۱۶ء میں پہلی جنگ عظیم میں کل ۱۶ ممالک نے حصہ لیا۔ صرف ترکی ایسا واحد ملک تھا جس نے اس خونی جنگ سے اپنے کو کنارہ کش رکھا اور اس جنگ عظیم کا حلیف بننے سے انکار کر دیا۔ سریا کے ایک قوم پرست اور آسٹریا اور ہنگری کے دلی عہد فرانس فرڈی ہیڈ کے قتل سے شروع ہوئی۔ ۱۹۱۶ء میں شروع ہونے والی پہلی جنگ عظیم نے ۸۵ لاکھ ۸۲ ہزار ۸۰۰ سے زیادہ انسانی جانوں کو قلمہ تر بنالیا۔ ۱۹۱۸ء میں یہ جنگ اپنے اختتام پر پہنچی۔ ۱۹۳۹ء میں شروع ہونے والی دوسری جنگ عظیم میں کل ۲۷ ممالک نے حصہ لیا اور یہ سب کے سب غیر مسلم تھے۔ اور اسی دوران انسانیت سوز سانحہ ہیر و شیماء بھی دیکھنے میں آیا جس میں آج کی دنیا کے انسانیت کے ظلم بردار امریکہ نے ایک ایٹم بم کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کو سوختہ کر ڈالا، جہاں کی فضا پر اب بھی موت کا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ جہاں ماہرین سائنس جا جا کر ابھی تک تجربہ کرتے ہیں کہ یہ شہر کب سابقہ پر لوٹ سکے گا۔ بات اس پر ختم نہیں ہوئی تین دن کے بعد ۹ اگست ۱۹۴۵ء کو ایک ایٹم بم جاپان کے شہر ناگاساکی پر گر دیا اور آن کی آن میں ۳۸ ہزار سے زائد انسانوں کو جلا کر رکھ کا ڈھیر بنا ڈالا۔ اور دوسری جنگ عظیم میں ۳۹ لاکھ ۴۰ ہزار انسان موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔

۱۹۴۵ء میں ہی چین پر ڈھائی سو طیاروں کی مدد سے دو لاکھ پوٹھ ہارود برسا کر موت کا قص عام کیا۔ اسی طرح وقفے وقفے سے مختلف ممالک امریکی جارحیت کا نشانہ بنتے رہے۔ ۱۹۵۰ء میں امریکہ نے کوریا پر چڑھائی کر دی ۱۹۵۳ء میں گوئیے مالا کو نشانہ بنایا۔ ۱۹۵۸ء میں امریکہ فوجیں اٹل و نیشیا میں داخل ہو گئیں۔ ۱۹۶۰ء میں کیمبوڈیا میں ۱۹۶۳ء امریکہ اور ویتنام کی جنگ نے ۵۴ ہزار سے زائد انسانوں کی موت کی لپیٹ میں لے لیا۔ اس جنگ کا ایندھن بننے والوں میں بڑی تعداد عورتوں اور بچوں کی تھی جو یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا جرم کیا ہے، کس جرم کی پادش میں انہیں موت کی نیند سلایا جا رہا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں ہیرو میں اور ۱۹۷۳ء میں، ۱۹۷۵ء میں عراق ۱۹۹۸ء میں سوڈان ۱۹۹۹ء میں یوگوسلاویہ۔ ان تمام جنگوں کے بعد سوچا جانے لگا کہ شاید اب امریکی انسانیت جاگ اٹھی ہے اور دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے، امن و امان کا بول بالا ہو جائے لیکن ضمیر فروش، مردہ دل جسم میں انسانیت تھی ہی کہاں جو جاگتی۔ بالآخر ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۱ء میں افغانستان اور عراق میں اور فی الحال پاکستان کے نواحی علاقوں میں ڈرون حملہ کر کے معصوم کے خون کو چوس رہا ہے۔ اور پورا عالم اسلام تماشائی بن کر دیکھ رہا ہے۔ اس نے اپنی درندگی و سفاکیت کا ایسا نچا کھیل کھیل کر روئے زمین کا نپ اٹھی یہ ہے امریکہ کی جنگی تاریخ۔

مہابھارت اور رمان کی جنگوں میں کروڑوں انسانوں کو کس تقدس کی بھینٹ چڑھا دیا گیا، ۱۳۸۰ء سے جنگ عظیم دوم تک ۲۷۸ جنگوں میں سے ۱۳۵ عالمی ۶۰ ساراجی ۷۸ شہر نوعیت کی حامل تھی۔

نویں صدی میں وائکنگ حملوں کے بعد تیس سالہ جنگ کی تباہ کاریوں اور تشدد کی مثال نہیں ملتی، مسلسل تباہ کاریوں نے قحط اور متعدی امراض کو جنم دیا، مردم خوری روز کا معمول بن گئی تھی۔ عام طور پر یہ متغول مجرمین کی لاشیں ہوتی جو قتال کی جاتیں اور الساک میں توقید یوں کو خوراک کی خاطر ہلاک کیا گیا۔ مدوں مورخین یہ خیال کرتے رہے کہ جو جرمن بولنے والے تین تہائی افراد مارے گئے اور سب کے اندزوں کے مطابق (Encyclopaedia Britannia Vol:23 P31) جنگ عظیم میں کم سے کم ایک کروڑ افراد ہلاک ہوئے اور دو کروڑ کے قریب زخمی ہوئے۔

(The Columbia, Viking Pisk Encyclopaedia P:1076)

ہٹلر کی نا ذہیت، روس کی اشتراکیت، برطانیہ اور امریکہ کی انسانیت لوازی و بشر دوستی یہ تمام جلوے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور تاریخی صفحات نے اس کو محفوظ کر لیا ہے، امن کے زمانے میں انسانیت کے بلند ترین ”مینارہ ہائل“ پر نمودار ہو کر وعظ و تلقین کرتے تھے ار جنگ کے زمانے میں انکے بندہ تلقین کی آوازیں آتشی بموں، بھیا نک توپوں و ٹینکوں، اور ہلاکت آفریں ہتھیاروں کے حوالے ہو جاتی ہیں، انھوں نے خود اصول بنائے اور توڑ دیے، انہوں نے خود بیثاق و عہد نامے لکھے اور پھر بے تکلفی اور بے پروائی کیساتھ خاک تلے دھا دیا۔ جنگ نے دنیا کو کیا دیا اس کی وضاحت و صراحت اور مفصل روشنی ڈالتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب اسلام کے نظریہ جنگ میں رقم طراز ہیں۔

”موت و ہلاکت کے وہ ضروب رقاب الامم، جہاں و برہادی کے وہ حروب قتال السلسل جو خون کی رگوں اور گوشت کے ریشوں کے اندر سے انسان کی جانوں کو کھینچ لیتے ہیں، پھر آبادیاں اجاڑ اور زندگیاں ہلاک ہو جاتی ہیں وہ ارواح حروب و ضروب جو زندگی کے موت اور آبادی کے ویرانی کا درواہ جھلت اور جلدی سے کھول دیتی ہیں، وہ ہلاک و موت کی عظیم الشان ہستیاں جن پر انسان پاش تو ہیں لدی ہوئی اور آگ اور خون کے خونخوار درندے سوار ہوتے ہیں اور جو سمندروں میں تیرتی پھرتی ہیں اور ایک دوسرے سے ہازی لے جانا چاہتی ہیں۔

پھر آن کی آن میں آتش جنگ کے شعلے غرمت امن کو جلا کر ان کو خاستر کا ڈھیر بنا دیتے ہیں، اور انسان صورت بھڑیئے ہر طرف پھیل جاتے ہیں اور مظلوم انسانوں کو چیر پھاڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ انسان کی سوئی ہوئی ہمسیت و ہمسیت جاگ اٹھتی ہے اور وہ اشرف المخلوقات صورت میں انسان ہوتا ہے، مگر خراہشوں میں بھیریا بن جاتا ہے، مجلسر اڈں متمدن انسان ہوتا ہے مگر میدان میں جنگی درندہ بن کر اپنے ہی ہم جنس کو پھاڑتا ہے وہ اپنے ہاتھ پاؤں سے اشرف المخلوقات اور اپنی روح بھیک میں دنای کا سب سے زیادہ خونخوار جانہ ہو جاتا ہے۔“ یہ ہے دنیا کی مشعل و شعلہ انگیز لڑائیوں کا منظر نامہ جن کے پیچھے نفس بھی کی طاغوتی طاقت ہوتی ہے۔